ادارہ

افکاروتاثرات بنام مدیر

مجموعہ مکاتیب مشاہیر ۔۔۔قدرشناسوں کی نظر میں

حضرت مولانا ابن الحسن عباسی صاحبؒ
مدیر ماہنامہ ''وفاق المدارس'' و ماہنامہ ''حیاۃ ڈائجسٹ''

حضرت مولانا ابن الحسن عباسی صاحب کے ''الحق'' و ''مشاہیر'' پر تاثرات

استاذ العلماء حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا نام گرامی محتاج تعارف نہیں، وہ ایک ہمہ پہلو شخصیت ہیں اور ان کی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے، ویسے تو وہ پاکستان میں ایک سیاسی اسلامی رہنما کی حیثیت سے بھی شہرت رکھتے ہیں اور عوام کی ایک بڑی تعداد میں ان کی شناخت کا یہی حوالہ معروف ہے......لیکن اس ناکارہ کے نزدیک ان کی شخصیت کا علمی حوالہ اس سے کہیں بلند ہے۔

''دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک'' پاکستان ہی نہیں برصغیر پاک و ہند کا بڑا دینی ادارہ ہے، جہاں سے ہر سال دستار فضیلت حاصل کرنے والے فضلاء کی تعداد ایک ہزار سے زاید ہوتی ہے......ملک وملت کے کئی ممتاز رہنما اسی ادارے کے فاضل اور تربیت یافتہ ہیں، جہادِ افغانستان کی صف اول کی قیادت یہیں کی خوشہ چین رہی، مولانا محمد نبی، مولانا یونس حقانی، پروفیسر سیاف اور مولانا جلال الدین حقانی، اسی چشمہ فیض سے وابستہ رہے اور ''دارالعلوم حقانیہ'' ہی کی نسبت سے خود کو حقانی کہتے رہے۔ حال ہی میں عالمی سطح پر شہرت پانے والا ان ہی رجال باصفا کا ''حقانی نیٹ ورک'' ہے، جو طاغوتی قوتوں کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے۔

پاکستان میں اسلامی سیاست کے صفِ اول کے رہنما حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ بھی اسی ''دارالعلوم حقانیہ'' کے فاضل ہیں، انہوں نے علوم دینیہ کی تقریباً ساری تعلیم یہیں حاصل کی اور نو سال تک یہاں سے طالب علمانہ فیض اٹھاتے رہے۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے جس انداز سے اپنے عظیم والد کے بعد اس ادارے کو بڑھایا، سنوارا اور اس کے فیض کو عام کرنے کے لیے ممتاز محدثین اور اساتذہ کو جمع کر کے وہاں کے منصب درس وتدریس کی رونقوں کو نہ صرف یہ

کہ بحال رکھا بلکہ اسے مزید جلا بخشی، یہ ان کے تدبر، فہم و بصیرت، علمی ذوق، علمی میراث کے تحفظ اور اہل علم کی قدر دانی کا ایک نمونہ ہے، انہوں نے اس علمی ادارے کی آبیاری میں سیاسی پگڈنڈیوں کے پیچ وخم اور ذاتی پسند و ناپسند سے بالا ہو کر بڑی وسیع الظرفی کا مظاہرہ قائم رکھا، ان کی اسی مدبرانہ پالیسی اور مومنانہ صفات کا نتیجہ ہے کہ دارالعلوم حقانیہ آج بھی طالبان علوم نبوت اور اہل حق کے سیلِ رواں کا پاکستان میں سب سے بڑا مرجع ہے۔

مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا ایک بڑا کارنامہ ماہنامہ ''الحق'' کا اجراء ہے جو گذشتہ چالیس سال سے روشنی بکھیر رہا ہے، ''الحق'' نے ایوانوں اور بیابانوں میں حق کی صدا بلند کی اور عرصے تک ویران راستوں کے اندھیروں میں قندیلِ ایمانی بنا رہا، نہ جانے بھٹکے ہوئے کتنے مسافر اس سے درست سمتوں کی رہنمائی لیتے رہے!!

''الحق'' کا جب بھی ذکر آتا ہے، مجھے فکر و خیال، عمر رفتہ کی تلخ و شیریں حقیقتوں سے آزاد کر کے بچپن کی حسین کائنات کی دل کشیوں میں لے جاتا ہے...... دریائے اباسین کے ساتھ گاؤں کی مسجد، جہاں لکڑی کی سیاہ رنگ کی الماری کے اوپر ''الحق'' کی جلدیں پڑی رہتیں، انہیں اٹھاتا، عمر ابھی گیارہ بارہ برس ہی ہوگی، ان میں مولانا سمیع الحق صاحب کے ولولہ انگیز اداریے پڑھتا، ان کے قلم کی روانی و سلاست اور مدوجزر کی حلاوت آج تک محسوس ہو رہی ہے، اس مسجد کے بورزہ پر بیٹھ کر خان بابا غازی کابلی کے مضامین پڑھے، مولانا شمس الحق افغانیؒ کی تحریریں دیکھیں، مضطر عباسی، مولانا انظر شاہ کشمیریؒ کی تحقیقات نظر سے گذریں، مولانا عبدالحق صاحبؒ کے مواعظ و نصائح کا مطالعہ کیا اور مدینہ منورہ میں مقیم اپنے خاندان کے بزرگ مولانا عبدالغفور عباسیؒ کی اصلاحی مجالس اور ملفوظات سے مستفید ہوا، جنہیں مولانا سمیع الحق صاحب نے وہاں رہ کر قلم بند کیا، آزادی ہند کے رہنما حضرت مولانا عزیز گل صاحبؒ، نابغۂ روزگار محدث مولانا نصیر الدین غورغشتوی اور سلسلہ قادریہ کے مشہور بزرگ و محدث مارتونگ بابا سے تعارف ہوا...... یہیں پر استاذ محترم مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی وہ نظم پڑھی جو انہوں نے چاندنی رات میں دریائے کابل کی سیر کرتے ہوئے کشتی میں مولانا سمیع الحق صاحب اور دیگر احباب کو سنائی تھی، جس کا سرنامہ ہے

تو حسن کا پیکر ہے تو رعنائی کی تصویر   مخمور بہاروں کے حسین خوابوں کی تعبیر
درخشاں ہے تیرے ماتھے پہ آزادی کی تصویر   اے وادیٔ کشمیر ، اے وادیٔ کشمیر

''الحق'' نے علمائے سرحد کی سوانح و حیات اور ان کے علمی کارناموں کے تعارف میں بھی مرکزی کردار ادا کیا اور علم و ہنر کے گم نام گنج ہائے گراں مایہ ''الحق'' ہی کے ذریعے متعارف ہوئے، ''الحق'' کے معیار کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ایک زمانہ میں اردو کے نامور ادیب اس پر بحث کر رہے تھے کہ اردو رسائل و جرائد میں سب سے عمدہ نثر کس رسالے کی ہے، اس مجلس میں پروفیسر حسن عسکری بھی تھے، سب نے متفقہ فیصلہ کیا کہ اکوڑہ خٹک کا ''الحق'' سب سے بہترین نثر کا حامل رسالہ ہے۔ اردو کے نامور محقق اور بے نظیر ادیب مشفق خواجہ مرحوم کی مجلسوں میں یہ ناکارہ جاتا رہا، ''الحق'' کا ذکر بڑی عقیدت و احترام

کیساتھ کرتے اور اسکے معیار اور خدمات کو سراہتے۔ "الحق" آج بھی برادرم مولانا راشد الحق صاحب کے زیر ادارت برابر شائع ہو رہا ہے۔

پختون وادی سے نکلنے والے اس مجلہ نے اہل زبان وادب میں اپنے معیار کی بنا پر جس طرح حیران کن پذیرائی حاصل کی، اسی طرح مولانا سمیع الحق صاحب کا حیران کن کارنامہ مشاہیر کے خطوط ومکاتیب کا زیر نظر مجموعہ ہے، جو سات ضخیم جلدوں میں مرتب ہو کر شائع ہوا۔ اس ناکارہ کے نزدیک یہ اردو ادب کی تاریخ مکاتیب وخطوط کا خاتمہ اور مولانا سمیع الحق صاحب کے علم اور اہل علم کی قدر دانی کی حیران کن لازوال مثال ہے کہ انہوں نے معروف اور غیر معروف تمام حضرات کے خطوط اپنے پاس محفوظ رکھے، یہاں تک کہ اگر کسی نے ان کو کسی تقریب کی دعوت دی ہے یا کسی تہوار اور خوشی پر مبارک باد دی ہے اسے بھی انہوں نے محفوظ رکھا۔

بطور لطیفہ عرض کئے دیتا ہوں، کچھ عرصہ قبل اردو بولنے والے چند علماء میرے پاس آئے، قوموں اور علاقوں کے مزاج کا ذکر چلا تو از راہ تفنن کہنے لگے: "پختون علماء میں نظم وضبط نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی ......" میں نے عرض کیا: " آپ کے پاس اکابر کے اعتبار سے بے مثال نظم وضبط کے حوالے سے ایک ہی معتبر حوالہ ہے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا اور وہ قندھاری پٹھان ہیں" ...... یہ انکشاف ان کے لیے حیران کن رہا۔ مولانا سمیع الحق کا مرتب کردہ یہ مجموعہ بھی اسی طرح کا حیران کن کارنامہ ہے۔ مولانا نے صرف چند خطوط جمع نہیں کیے بل کہ ان پر مفید عنوانات، حواشی میں ان کا پس منظر، شخصیات کا مختصر اور جامع تعارف، سیاسی اور غیر سیاسی اہم واقعات کی تفصیلات لکھ کر اسے ایک تاریخی دستاویز بنا دیا ہے جو ہماری گذشتہ پون صدی کی علمی، تہذیبی، سیاسی، ملی اور جہادی تاریخ کا درخشاں باب اور مولانا کے کمال ذوق کا فن پارہ ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب کے اسی بلند علمی پہلو کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس مجموعہ کی تقریب رونمائی میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے فرمایا:

"مولانا سمیع الحق، ہر معاملہ میں میرے پیش رو بھی ہیں، وہ ہر معاملہ میں مجھ پر سبقت لئے ہوئے ہیں، انہوں نے "الحق" جاری کیا، ان کے بعد "البلاغ" جاری کیا گیا اور ان ہی کی اقتدا کی، یہ میرے پیش رو بھی ہیں، محسن بھی بلکہ میرے رہبر اور رہنما بھی...... میرے علم اور میرے ناقص مطالعہ کے اندر کسی زبان میں، مثلاً: فارسی، اردو، عربی، انگریزی اور جتنی زبانیں میں جانتا ہوں اس میں کوئی ایسی کتاب مجھے یاد نہیں آرہی جس میں اتنی بڑی تعداد کے علماء، دانشور، اولیاء، صوفیاء، اہل قلم اور سیاست دانوں بلکہ مختلف الجہت لوگوں کے مکاتیب کو جمع کیا گیا ہو، میری دانست میں میرے علم کی حد تک کوئی ایسی کتاب اس سے قبل نہیں آئی" ......

مولانا سمیع الحق صاحب نے پہلی، چھٹی اور ساتویں جلد کے لیے جو پیش لفظ لکھا ہے، وہ بھی سدا بہار ہے، اسے پڑھ کر مولانا کے قلم کی پرانی یادیں تازہ ہو گئیں، ایک اقتباس آپ بھی پڑھیں:

"محکوم قوموں کو آزادی اور ان کی بگڑی تقدیروں کو ایسے ہی مردانِ درویش اور خلعتِ افغانیت سے نوازے گئے شاہین صفت، گلیم پوش نوجوان ہی سنوارا کرتے ہیں جو سلطاں کی درگاہ کی چوکھٹ اور بادشاہوں کی دہلیز سے کنارہ کش اور باغی رہتے ہیں۔ فتح و کامیابی کے چاند ستاروں پر کمندیں ہمیشہ فاقہ مست اور ٹوٹی ہوئی جوتیوں والے ہی ڈالا کرتے ہیں، جن کی نگاہ بلند اور عقابی روحیں اسباب و سپاہ کی زیادتی پر نہیں بلکہ وہ اپنی جرأت مومنانہ اور خون کے نذرانوں سے فضائے بدر کا سماں پیدا کرتے ہیں۔ بہرحال مردِ میدانی، بندہ دہقانی اور مجاہد کوہستانی افغانیوں نے برطانوی سامراج، روسی طاغوت اور اکیسویں صدی میں عالم کفر کے سب سے بڑے امریکی بت "لات" اس کے نیو ورلڈ آرڈر اور نیٹو کے "سومنات" سمیت دنیا بھر کے چھوٹے بڑے بتوں کے نظاموں کو توڑ کر اور نئی صلیبی جنگ میں انہیں شکست و ریخت کے بعد ایک بار پھر ثابت کرادیا ہے کہ وہی عہد جدید کے محمود غزنویؒ فاتح سکندر و ذوالقرنینؒ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ شہاب الدین غوریؒ سلطان محمد فاتحؒ احمد شاہ ابدالیؒ جمال الدین افغانیؒ علامہ اقبالؒ کے تصوراتی "محراب گل" افغان کے حقیقی کردار اور ملا محمد عمر حفظہ اللہ تعالیٰ کے جانشیں اسلام و ہلال کی آبرو اور فاتح زمانہ ثابت ہوئے ہیں۔

افغان باقی کوہسار باقی الحکم للہ ! المُلک للہ!

والسلام: (مولانا) ابن الحسن عباسی

۶۔اکتوبر ۲۰۱۱ء باسمہ تعالیٰ

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خیریت عدام مطلوب! آداب و تسلیمات کے بعد رب ذوالجلال کے بارگاہ کریمانہ میں عاجزانہ درخواست ہے کہ آپ حضرات کے جملہ مساعی جمیلہ اور خدمات دینیہ عنداللہ مقبول ہو کر ہدایت عامہ کا سبب بنیں اور آنمحترم اور مشائخ کرام کیلئے تا قیامت باقیات الصالحات اور صدقات جاریات ہوں۔ آمین۔

مکرمی! چند روز پہلے راقم نے روزنامہ اسلام میں آپ حضرات کا آل پارٹیز کانفرنس سے کیا ہوا خطاب پڑھا۔ آپ کے خطاب سے جذبات واحساسات میں ایک ہلچل مچ گئی اور سینے میں ایک چنگاری بھڑک اٹھی۔ اور جذبات میں وہ تلاطم پیدا ہوا کہ معلوم نہیں اسے کس طرح زیب قرطاس کروں؟ سچ ہے کہ: آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں

آپ کی جرأت و بیباکی ہر ہر سطر سے ٹپک رہی تھی۔ یقیناً آپکا یہ انداز شاہانہ و بے باکانہ تمام مذہبی جماعتوں کیلئے قابل تقلید ہے۔ آپ بلا مبالغہ افضل جہاد لڑ رہے ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ایک ارشاد ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ: "افضل جہاد ظالم و جابر حکمران کے آگے کلمہ حق کہنا ہے"۔ آپ کے خطاب کے متعلق دل میں بہت کچھ ہے مگر کیا کروں؟